ضبط و ترتیب : ادارۃ الحق

اسلام کی حفاظت

(خطبۂ جمعۃ المبارک ۶ر جمادی الثانی ۱۳۹۱ھ)

(خطبۂ مسنونہ کے بعد) وکتب عمرؒ بن عبد العزیز الی عدیؒ بن عدی ان للایمان فرائض وشرائع وحدوداً وسنناً فمن استکملھا فقد استکمل الایمان ومن لم یستکملھا لم یستکمل الایمان۔

محترم بزرگو! عمر بن عبدالعزیز اس امّت کے اوّلین مجدّد ہیں، اور اللہ کی عجیب شان ہے۔ کہ اس مذہب اسلام کو فنا ہونے نہیں دیتے۔ حضورؐ کو فکر دامنگیر تھی کہ میرے بعد تو نبی نہیں آئے گا۔ اس امت کی اصلاح اور دین کی حفاظت کیسے ہوگی۔ تو اللہ نے وعدہ فرمایا کہ اس کا انتظام وہ خود فرمادیں گے۔ حدیث میں ارشاد ہے: ان اللّٰہ یبعث لھذہ الامۃ علی رأسِ کل امۃ من یجدّد لھا دینھا۔ اللہ تعالیٰ ہر سو سال بعد ایسے افراد کو پیدا فرمائے گا جو اس امت کے لئے ان کے دین کی تجدید کرتا رہے گا۔

سو سالہ دور میں انقلابات بہت آتے ہیں، لوگوں کی عادات واخلاق، لباس اور طرز و طریق بدل جاتے ہیں جو لوگ مذہب اور دین کو بدلنے کی سعی کرتے ہیں وہ بھی کچھ دوڑ دھوپ کر چکے ہوتے ہیں ہر شعبہ میں تغیّر اور دینی مزاج سے دوری آنے لگتی ہے، ایسے وقت میں اللہ تعالیٰ مصلحین اور مجدّدین پیدا فرما دیتا ہے، جو دین کو از سرِ نو روشن اور تازہ کر دیتے ہیں جس طرح کہ پنسل یا سیاہی سے لکھے ہوئے نقوش وقت گذرنے کے ساتھ دھندلے ہو جاتے ہیں، پڑھے نہیں جا سکتے، گرد و غبار میں چھپ جاتے ہیں۔ تو ایک شخص آکر گرد و غبار جھاڑ دیتا ہے اور قلم دوات لیکر پرانے نقوش پر سیاہی پھیر دیتا ہے کہ تازہ ہو جائیں۔

— تو اسلام کے زرّیں نقوش، اسکی تعلیمات، طرق، سنن، آداب اور واجبات و فرائض

ہیں۔ اگر کسی نے عملاً یا عقیدتاً یا علمی لحاظ سے اس میں ردو بدل کرنے کی کوشش کی ہوتی ہے۔ تحریف و تبدیل سے کام لیا ہوتا ہے، تو اگر ان نقوش کو اسی طرح دھندلا ہی چھوڑ دیا جاتا تو اب تک پوری امت تبدیل ہو چکی ہوتی، دین گم ہو جاتا، مگر اللہ کو اسکی حفاظت مطلوب تھی ۔۔۔

اور جسطرح اللہ تعالیٰ تکوینیات کا نظام چلاتا ہے کہ آج اللہ نے چاہا تو بارش برسا دی، بادل لایا، مینہ برسایا، سائنس کی کرشمہ کاریوں کا اس میں کوئی دخل نہیں، زندگی موت سب اللہ کی قدرت میں ہیں۔ یہ زمین، آسمان، ہوا، پانی، نہر، دریا سب اللہ کے نظام میں ہیں ۔۔۔ تو تشریعیات یعنی شریعت کا نظام بھی اسی طرح اللہ ہی چلاتا ہے۔ صرف اتنا ہے کہ تکوینیات سے ہمارا کوئی تعلق نہیں، نہ ہم اس پر مکلف ہیں نہ اس پہ مدارِ فضیلت ہے، ورنہ حضرت موسیٰ علیہ السلام حضرت خضرؑ کی صحبت سے کبھی جدا نہ ہوتے اس لئے کہ ان کے پاس تکوینیات کا علم تھا جو اتنا اہم نہ تھا کہ باعثِ رفع درجات ہو اور تشریعیات کا علم باعثِ کمال ہے، وہ حضرت موسیٰ کو حاصل تھا۔ انبیاء تشریعیات کے عالم ہوتے ہیں۔ اس لئے ان کا درجہ بہت اونچا ہے تکوینیات پر فرشتے مامور ہیں۔ اور انبیاء ملائکہ سے بہت مقدس ہیں، وہ کمال ہے یہ نہیں ۔۔۔ آج ایم اے بی اے اور انجینئرنگ، سائنس، ڈاکٹری، کو ہی عزت اور آرام و راحت کا سبب سمجھتے ہیں، اور بخاری، ہدایہ، اور مشکوٰۃ والے نظروں میں ہلکے ہوتے ہیں، حالانکہ وہ تکوینیات ہیں، کسب اور فن ہے جس کے حصول میں اتنا کمال نہیں اور تشریعیات کا مقام یہ ہے کہ اگر پھٹے پرانے لباس والا پراگندہ بال اور پراگندہ حال شخص اللہ کا مقرب بندہ کسی بات پر قسم کھائے کہ ایسا ہوگا، تو خدا اسکی بات کو ضائع نہیں فرماتا، اسکی لاج رکھتا ہے اور قسم پوری کرانے کے لئے اس کی منشاء کے مطابق کام ہو جاتا ہے۔ ربّ اشعثَ اغبرَ لو اقسمَ علی اللہ لابرّہٗ ۔ اس شخص کو غیب کا علم نہیں ہوتا، مگر منہ سے بات نکلی تو خدا نے پوری فرما دی۔

یہ تشریعیات کا عالم اور شریعت پر عمل کرنے والوں کا ذکر ہے۔ تکوینیات والوں کا نہیں، تشریعیات کی وجہ سے جنّت ملتی ہے، جہنم سے انسان بچ جاتا ہے۔ تو اس میں ہمارا حصہ رکھا ہمیں مکلف بنا دیا کہ تمہیں اس پر عمل کرنا ہے۔ اور فلاں باتوں سے بچنا ہے اور تکوینیات پر کچھ نہیں ملتا۔ بارش خدا نے برسائی تو ہمیں کیا اجر ملے ۔۔۔ تو تشریعیات کو رفع درجات کا سبب بنا دیا اور خلاف ورزی و بے اعتنائی کو بربادی اور خسران کا ۔۔۔

الغرض تکوینیات اور تشریعیات دونوں کا نظام اللہ ہی چلاتا ہے، مگر شریعت کی حفاظت

اور اشاعت میں بظاہر بندوں کو بھی مکلّف بنادیا، اسی سے ابتلاء ہوئی ورنہ درحقیقت اسلام کو اللہ ہی رکھے گا، بہت سے لوگ آئے اور اس حسرت میں مرکھپ گئے کہ اسے مٹادیں گے، مگر خود مٹ گئے اگر کسی کی خواہش نہ تھی کہ اسلام غالب ہو اس کا بول بالا ہو تو اللہ نے انہیں آپس میں ٹکرا دیا اور اس ٹکرانے میں اللہ کی بڑی حکمت ہوتی ہے۔

ولولا دفع اللہ الناس بعضھم ببعض لھدمت صوامع وبیع وصلوٰت ومسجد یذکر فیھا اسم اللہ کثیرا۔

ہم نے اس ملک میں بعض ایسی جماعتیں دیکھیں جو اسلام کا نام تک نہیں لینا چاہتی تھیں۔ قوم کو اور نظریات کی طرف دھکیلنا چاہتی تھیں۔ تو اللہ نے بظاہر سب کچھ انہیں دیا۔ سب کچھ ہاتھ میں آیا، صدر صاحب نے منت سماجت کی کہ آپس میں اتفاق کر کے لے لو مگر اسلام کے بارہ میں عزائم بُرے تھے، اللہ نے آپس میں ٹکرا دیا۔ اگر یہ لوگ برسراقتدار آچکے ہوتے اور آپس میں نہ لڑتے تو پہلے ہی دن اسلام کو مٹانے کی سعی کرتے تو اللہ دکھاتا ہے کہ میں اپنے دین کو کیسے محفوظ رکھتا ہوں۔ اگر ہم جیسے دو چار افراد اسمبلی میں اسلام کے لئے چیخ رہے ہوتے مگر تین سو افراد میں ہماری کون سنتا۔ تو خدا نے ان سے یہ توفیق ہی سلب کر لی اور صدر صاحب نے اعلان کیا کہ آئین اسلامی ہوگا۔ اور سب کو ایسا سبق ہُوا کہ آج اسلام کو معاذ اللہ آن فٹ سمجھنے والوں اور انگریزی سے سرشار دماغوں کا بھی یہی نعرہ ہے۔ کہ ہماری موجودہ مشکلات کا حل اگر ہے تو صرف اسلام میں ہے۔ مشرقی و مغربی صوبوں کے درمیان اگر کوئی رشتہ ہے تو اسلامی اخوّت ہی کا ہے۔ اگر اسلامی آئین احکام اور قانون ہوگا تو سب تسبیح کے دانوں کی طرح پروئے ہوں گے۔ نہ صرف ترک و ایران، افغان اور انڈونیشی بلکہ یورپ کے رہنے والے مسلمان سب ایک ہی مٹی اور ایک ہی جان ہوں گے۔ المومنون کجسد واحدٍ۔ جیسے ایک بدن سے اس کا سر ناخن سے بہت دور ہے، مگر ناخن کی تکلیف سے سر بھی بے چین رہتا ہے۔

— تو یہ کونسا رشتہ ہے۔؟ اور کس نے ہمیں ایک تسبیح میں پرو دیا ہے۔ یہ ہے اسلام۔ اللہ کا حکم ہے کہ اس رشتہ کو محفوظ رکھو ایک کی بیماری، عزّت اور غریبی سب کی بیماری اور عزّت یا غریبی ہونی چاہئے۔ حضورؐ نے اسلام کا دعوٰی کرنے والے ایک صحابی سے فرمایا۔ کہ مسلمان ہونے کا دعوٰی کرنے سے پہلے خوب سوچ لے کہ خود بھوکے رہو گے، دوسروں کو کھلاؤ گے خود ننگے رہ کر اوروں کو پہناؤ گے۔ الغرض اسلام نے تو یہ سبق دیا تھا۔ اگر یہ رشتہ

قائم اور تازہ رہتا تو یہ واقعات پیش نہ آتے، تو اللہ حکیم ہے، اپنے کام خوب سمجھتا ہے۔ مگر اس کا نتیجہ انشاء اللہ بہتر رہے گا۔ نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون۔ اسلام پر اس سے سخت دور آئے ایک دور وہ بھی تھا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے سارا عالم مخالف تھا حضورؐ اور ابوبکرؓ غار ثور میں چھپ گئے ہیں سب کفار مقابلہ کے لئے نکلے ہیں، تلاش میں ہیں قیافہ دان کافروں کا کہنا تھا کہ اسی غار میں ہیں، نقوشِ قدم یہاں تک آچکے ہیں، جوانوں نے کہا تمہارا دماغ خراب ہے، یہاں غار کے دہانے پر عنکبوت کا جالا تنا ہوا ہے۔ اور کبوتر انڈے سی رہا ہے اگر وہ دونوں اس میں داخل ہوئے ہوتے تو یہ چیزیں کیسی ہوتیں۔ تو اللہ نے عنکبوت کے تار سے ایٹم بم سے زیادہ کام لیا اور حضور اقدس وحضرت ابوبکرؓ کی حفاظت تو منبع اسلام کی حفاظت تھی اور پورا دین محفوظ رہ گیا۔ اور اللہ نے مکڑی کے جالے کو اسلام کا مضبوط قلعہ بنا دیا کسی کی اتنی ہمت نہیں ہوئی کہ ذرا گردن جھکا کر نیچے جھانک لیتا۔

ہجرت کی رات سارے راستوں کی ناکہ بندی ہوئی کہ حضورؐ نکلنے نہ پائیں، قبائل عرب ایک تو مذہبی دشمن تھے، پھر اس کے علاوہ ان کو سو سو اونٹوں کے انعام کا مژدہ بھی ملا تھا، مذہبی عناد کے ساتھ اتنا بڑا لالچ بھی جمع ہوا تھا مگر اللہ نے اسی موقعہ پر کیسا انتظام اپنے دین کی حفاظت کے لئے فرمایا۔ سراقہ بن مالک بھی جو اس وقت کافروں کا سرغنہ تھا، گھوڑے کو لیکر حضورؐ کی تلاش میں نکلا اور ایک راستہ میں حضورؐ کو آلیا۔ جب حضور کے نزدیک ہوا تو گھوڑے سمیت زمین میں دھنس گیا۔ ہاتھ جوڑ کر معافی مانگنے لگا کہ مجھے نکلوا دیں۔ میں اب سمجھ گیا۔ اس دفعہ معاف کردیں۔ حضورؐ نے دعا فرمائی، زمین سے نکل گئے۔ پھر دو سو اونٹوں کا ہوس غالب آیا جوش دنیا کے لالچ کا بیدار ہوا ارادہ بُرا ہو گیا، تو دوبارہ دھنس گئے، اسی طرح تین دفعہ معافی مانگی اور پھر عہد توڑتے اور پکڑے جاتے، تیسری بار عہد کیا اور ہاتھ جوڑ کر معافی مانگی اور کہا کہ میری درخواست ہے کہ جب آپ کو غلبہ ملے گا تو مجھے ابھی سے امان دیدیں۔ اللہ کی شان قاتل اب معافی اور امن کا طالب ہے۔ اور یہ بھی کہا کہ اب آپ آرام سے مدینہ تک سفر جاری رکھیں اس راستے کی حفاظت میں کروں گا کہ کوئی اس راستہ سے آپ کی تلاش میں نہ آسکے ——— اب ادھر ادھر دوڑ رہا ہے کسی کو دیکھتا تو لپک کر کہتا کہ جاؤ اور راستوں کو تلاش کرو، اس راستہ پر میں خود تلاش کر رہا ہوں۔

——— تو دین کی حفاظت کافر سے ہو رہی ہے۔ ان اللہ لیؤید ھذا الدین بالرجل الفاجر۔

خواہ اس کے ارادے برُے ہوں مگر اسے دین کی تقویت کا سبب بنا دیتا ہے۔ ایک شخص خیبر کے جہاد میں میدان میں آیا، ایک طرف بیٹھ گیا، جو بھی کافر الگ ہو کر اس کے پاس سے گذرتا اسے وہیں ختم کر دیتا۔ رات کو صحابہؓ کے درمیان گفتگو چھڑ گئی کہ آج کس کس نے کیا کیا کارنامہ سرانجام دیا ہے۔ سب نے اپنی رائے ظاہر کی۔ ایک صحابیؓ نے کہا کہ اصل کام تو فلاں شخص نے کیا ہے کہ تنہا ۲۵، ۳۰ کافر قتل کر ڈالے۔ حضورؐ نے سنا تو فرمایا کہ ٹھیک ہے مگر یہودیوں کا قاتل یہ شخص جہنمی ہے۔ صحابہؓ حیران رہ گئے کرید میں لگ گئے کہ وجہ کیا ہے۔؟ دوسرے تیسرے دن وہی شخص جنگ میں تیر کا نشانہ بنا، صحابہؓ دوڑ کر شہادت کا مژدہ اور مبارکباد دینے لگے اس نے کہا کہ مبارکباد کیسی؟ میری یہ بہادری اور جرأت شہادت کیلئے تو نہ تھی میں تو عورتوں کے طعنہ کی وجہ سے آیا کہ انہوں نے بزدلی کا طعنہ دیا تھا۔ پھر خود اپنے آپ کو نیزہ کی نوک پر گرادیا، اور قاتل نفس بن کر دنیا سے چلا گیا ۔۔۔ تو انجام اور خاتمہ ٹھیک نہیں تھا مگر اللہ نے اس کے ہاتھوں کئی کافروں کو قتل کرایا ۔۔۔ تو اگر مسلمانوں نے دین کی خدمت چھوڑ دی تو اللہ سراقہ جیسے کافر اور خیبر کے منافق جیسے افراد سے دین کی تقویت کرے گا۔ اگر انہوں نے بھی نہ کیا تو جمادات، حیوانات اور دیگر عناصر سے کام لیں گے۔ کبوتر سے مکڑی اور اس کے جالے سے۔

الغرض خلافتِ راشدہ کا دور جو عدل وانصاف رشد و ہدایت اور ہر قسم کی برکات، فتوحات، اور اشاعتِ اسلام کا دور تھا۔ حضرت عمرؓ نے یہاں تک حکم نافذ کیا تھا کہ صرف وہ شخص دکانداری اور تجارت کر سکے گا جو فقہ اور احکامِ دین میں امتحان دیکر پاس ہو چکا ہو۔ گویا اس کے پاس مسائل حلال وحرام اور جائز و ناجائز سے خبرداری کی سند ہو ۔۔۔ تو اس دور میں تو ہر دکان ایک چھوٹا سا مدرسہ بن چکا تھا۔ تجارت کے ساتھ قال اللہ اور قال الرسول کا سلسلہ بھی جاری رہتا۔ مگر اس کے بعد بنو امیہ کا دور آیا۔ جس میں حجاج جیسے ظالم پیدا ہوئے، سخت مظالم ہوتے، لوگوں کے اموال چھینے جاتے اور امراء وحکام کے رحم وکرم پر سب کچھ تھا۔ مدارس بند ہو گئے۔ ایسے احکام اور احادیث جو حکومت کی پالیسی سے ٹکراتے تھے اس کی اشاعت کوئی نہ کر سکتا۔ حسن بصریؒ جیسے بزرگ جو تصوف کے چاروں سلسلوں کے امام ہیں حکومت کے ڈر سے روپوش ہو کر درس دیتے۔ وہ بھی اپنے ان خاص شاگردوں کو جن کے بارہ میں پورا اعتماد ہوتا۔ کسی نے کہا کہ حجاج کے بارہ میں بددعا کریں۔ فرمایا دیکھو اس کے بعد ایک زمانہ آنے والا ہے جو اس دور سے بھی خراب ہوگا، اس لئے اس کے بارہ میں بددعا نہ کراؤ، پھر اور بھی پچھتاؤ گے ۔۔۔ میں خود حیران

رہتا کہ حجاج کا زمانہ کیسے بہتر تھا مگر اب معلوم ہوا کہ وہ خود ذاتی حیثیت سے تو ظالم تھا مگر دین کی دشمنی اور تحریف نہیں کرتا۔ دین کو بدلنا نہیں چاہتا۔ روزانہ خود قرآن کا درس دیتا، بڑی خدمت کی قرآن کی، عراق میں سنا کہ کراچی میں ہندوؤں نے مسلمان عورت کو چھین لیا ہے، اسلامی غیرت سے بے چین ہوئے۔ اپنے بھتیجے محمد بن قاسمؒ کو بھیجا اور تب جا کر دم لیا کہ عبرتناک سبق سکھایا۔ تو ان لوگوں میں جو کچھ بھی تھا، مگر دین کی تحریف کا جذبہ اور داعیہ تو نہیں تھا۔ اب تو جمہوریت جمہوریت کے نعروں میں سارے دین کو بدلنے اور اکثریت کی رائے کو شریعت پر مسلط کرنے کا دور آگیا ہے۔ اس لئے حسن بصریؒ نے فرمایا کہ آئندہ اس سے بھی بدتر دور آئے گا۔

الغرض اس دور میں خطرہ پیدا ہوا کہ اسلامی تعلیمات، اسلامی عدل و انصاف اور اسلام کا چراغ گل نہ ہو جائے تو رب العزت نے اسی خاندان بنو امیہ میں سے عمر بن عبدالعزیزؒ کو خلیفہ بنایا جو حضرت عمر فاروقؓ کے نواسے ہیں اور نانا کی حمیت اور غیرت فاروقی اپنے اندر رکھتے تھے حضرت عمر بن عبدالعزیز نے یکلخت سب کچھ بدل دیا۔ اصلاح اپنے گھر سے شروع کی کابل تک بنو امیہ کی سلطنت تھی۔ مگر مملکت کے دو تہائی سے زائد زمین حکام اور امراء کے قبضہ میں چلی گئی تھی، آپ نے پہلے ہی دن خویش و اقارب کو جمع کیا اور ایسے تمام املاک کے ہبہ نامے اور رجسٹریاں پھاڑ دیں۔ اور کہا کہ تمہارے بزرگوں کو کن کارناموں کے عوض یہ جاگیریں ملی تھیں۔؟ پہلے اپنے الاٹمنٹ کے تمام کاغذات تلف کر دئے پھر سب کے۔ اپنی چہیتی بیوی جو عبدالملک کی بیٹی تھیں کے گلے سے لاکھوں روپے کا ہار اتروا کر بیت المال میں داخل کیا، اس نے کہا کہ یہ مجھے میرے والد نے دیا تھا فرمایا ٹھیک ہے مگر اس نے کہاں سے کمایا؟ بیوی نے فریاد کی کہ سب کچھ لے لو مگر میرے باپ کی اس نشانی کو مت لو، فرمایا یا تو اس نشانی کو چھوڑنا ہوگا ورنہ میری جدائی کیلئے تیار ہو جاؤ۔ اس نے ہار دے دیا ۔۔۔ تو گھر سے اصلاح شروع فرمائی۔ پرانے ظالم امراء اور ان سے وابستہ تمام ملازمین کو تبدیل کر کے دیندار اور متقی افراد کو کلیدی عہدے دئے، ادھر مساجد مدارس میں علماء کو بٹھا کر دین کی درس و تدریس کا کام شروع کرایا۔ ابوبکر محمد بن حزم گورنر مدینہ کو احادیث کی جمع و تدوین کا حکم دیا عام طور سے لوگوں نے مرجئہ کے مذہب کے مطابق یہ سمجھ رکھا تھا کہ مسلمان ہونے کے لئے بس ایمان کا دعویٰ کافی ہے باقی جو کچھ مرضی ہو کرے۔ اسلام کا لیبل لگانے سے سب کچھ مل جائے گا، ان تمام علمی، عملی اور عقیدہ کی خرابیوں کی اصلاح عمر بن عبدالعزیز نے فرمائی۔ اتنی احتیاط تھی کہ ایک شخص کو گورنری کا پروانہ جاری کیا مگر معلوم ہوا کہ یہ شخص حجاج کا رفیق

باقی ص ۱۳ پر